الله دین قادیان

نمبر ۱۰ — یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی آخری تاریخ کو قادیان سے شایع ہوتا ہے — جلد ۵

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون

اور چاہئے تم میں سے ایک گروہ جو نیکی کی طرف بلاوے اور بھلائی کا حکم کرے اور برائیوں سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہیں

ایڈیٹر

صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

قیمت سالانہ عوام سے عا اور طلبا سے عہ اور غیر ممالک والوں سے ۸ شلنگ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

قادیان

بابت ماہ اکتوبر ۱۹۱۰ء — فہرست مضامین — مطابق ماہ شوال ۱۳۲۸ھ

ٹائٹل پیج صفحہ ۲ اطلاع و گوشوارہ صفحہ ۴ اشتہار

به اہتمام چوہدری عبد السلام صاحب مینیجر مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو قادیان سے شایع ہوا۔ اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپا

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شایع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم **نور الدین** صاحب مدظلہ العالی کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا جاتا ہے اور اصلی ممیرا جس کو خود حضرت نے اصلی ممیرا ہونیکی تصدیق کی اس میں ڈالا جاتا ہے حضرت ممدوح نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" اس شہادت کے بعد مجھے کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں کیونکہ کئی لاکھ افراد کا امام جو طبی حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا جائز حقدار ہے اسکے مفید ہونیکی شہادت دیتا ہے۔ یہ سرمہ دھندھ جالا پھولا پڑوال بل اور سرخی ابتدائی موتیا بند وغیرہ امراض چشم کے لئے بہت مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ ۸ قسم دوم ۴ قسم سوم ۲ اصلی ممیرا قسم اول [illegible] دوم [illegible]

ترکیب استعمال۔ یہ ممیرا پتھر پر گھسکر آنکھوں میں ڈالا کرے یہ سرمہ خاصکر اس گرمی وغیرہ کے موسم میں جو بیمار ہوتے ہیں بہت مجرب ہے۔

ست سلاجیت

(محیط اعظم سے نقل کیا ہے۔ جسکی عبارت یہ ہے)

مقوی جمیع اعضا نافع صرع مشہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی و سبوبت درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کیساتھ استعمال فرماویں قیمت فی تولہ [illegible]

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری یا داچی سیاہ سفید ماشی ریشمی اور سوتی لٹھری صافے سفید اور بلواہی اور پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم کی اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں؛

المشتھر:۔ احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان کا آئندہ الارنگ

تشحیذ الاذہان کو جاری کئے ہوئے پانچواں سال ہے اور پانچویں سال کا بھی یہ دسواں نمبر ہے۔ تشحیذ کے اجرا کی غرض صرف نوجوان مسلمانوں میں مذہبی مذاق پیدا کرنا اور انہیں اسلام اور اہل اسلام کی عملی خدمتگذاری کا سچا جذبہ پیدا کرنا تھا۔ پانچ سال کے اندر تشحیذ اپنے اس مقصد میں محض اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے جس حد تک کامیاب ہوا ہے۔ وہ اسکے شاندار ہونے کا حوصلہ افزا نمونہ ہے۔

تشحیذ کے مقاصد کی تکمیل کے لیئے یہ بھی ضروری قاعدہ رکھا گیا تھا۔ کہ تشحیذ میں ممبران انجمن تشحیذ مضامین لکھا کریں اسوقت تک بعض نے توجہ کی اور اکثر نے کسی وجہ سے غفلت جو افسوسناک امر ہے

سلسلہ کے نوجوانوں کا یہ اپنا رسالہ ہے اسکے متعلق انکے دو فرض ہیں اول رسالہ کو دلچسپ اور مفید بنانے میں وہ عملی حصہ لیں دوم اسکی اشاعت کے لیئے دوسروں کو توجہ دلائیں۔

اس پہلو میں ہر ممبر انجمن تشحیذ الاذہان نے جو کام کیا ہے وہ بجائے خود اسپر غور کرے

اور اگر اپنا فرض ادا نہیں کیا تو **تلافی مافات کرے۔**

اسکے بعد اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تشحیذ الاذہان کی **مجلس ناظم** اِسے آیندہ زیادہ مفید بنانیکے لیئے ہر طرح کوشش کر رہی ہے اور آیندہ یہ تجویز اس کے سامنے ہے کہ ممبرانِ انجمن سے مضامین حاصل کرنیکی پوری کوشش کیجاے انجمن کی غرض . . . نوجوانانِ قوم میں علمی اور عملی مذاق پیدا کرنیکے اصل پر مبنی ہے؛

اسلیئے ممبرانِ انجمن کو مناسب ہے کہ وہ اپنے اس **فرض** کو شناخت کریں رسالہ کی ترتیب کے متعلق آیندہ خاص تبدیلیوں کی ضرورت محسوس کیجارہی ہے اور اس مقصد کے لیئے اسکے حجم میں اضافہ کرنیکا خیال بھی مدنظر ہے۔ رسالہ کی ترتیب میں جو تبدیلی ہوگی اسکی کسیقدر **جھلک** ناظرین اس نمبر میں مشاہدہ کرینگے۔ اور اسی پر وہ اسکے آیندہ اسکے رنگ کو قیاس کر سکینگے۔

خدا کے فضل پر بھروسہ کر کے ایسی کوشش جاری ہے کہ رسالہ کے مضامین لمبے ہوں اور مختلف دماغونکا نچوڑ ہوں۔ مسلسل مضمون **حضرت صاحبزادہ صاحب** کا جو **مسئلہ نجات** پر جاری ہے۔ اسکے متعلق بھی غور کیا جارہا ہے کہ وہ الگ کتاب کی صورت میں شایع کر دیا جاوے یا اسے اسی طرح جاری رکھا جاوے۔ اسکے متعلق ناظرین رسالہ کی راؤنکا انتظار ہوگا۔ بہرحال یہ رسالہ ان تبدیلیونکا نمونہ ہے جو آیندہ ملحوظ ہیں۔ رسالہ کے حجم میں بھی کسی قدر اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں رسالہ کی دلچسپی کے لیئے اختیار کی گئی ہیں۔ اور یہ سب کچھ اللہ ہی کے فضل سے ہوگا۔ وباللہ التوفیق

مختصر نوٹ

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ط لاریب اللہ متقین کیساتھ ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُحْسِنِیْنَ لاریب اللہ محسنوں کیساتھ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ ط لاریب اللہ صابرون کے ساتھ ہو یعنی اللہ مومنین محسنین صابرین کا رفیق غمگسار اور یار وفادار بنجاتا ہو ہرحال و قال میں انکے ساتھ رہتا شریروںکی شرارت اور نفس کی خباثت سے انکو بچاتا دکھہ اور درد کیوقت میں اطمینان دیکر غم غلط کرتا اور ہر غلطی اور خطا کیوقت انکو طرح طرح سے آگاہ کر دیتا اور انکو اخلاقی اور دینی معاملات میں عجیب استقامت ہمت اور شجاعت عطا فرماتا ہو الغرض جب اللہ ساتھ ہے تو سمجھ لو کہ کیا کچھ اس کے ہاتھ ہے ہاں بیچ ہو

خداداری چہ غم داری؟

تقویٰ کے معنے ہیں خوف آلہی کا طالب ہونا اور اسی سے ڈرکر اسکی رضا کے موافق عمل کرنا۔ نہ تکبر رعونت اور خود نمائی کے طریقوں کے مطابق نہ دنیاداری رسم پرستی اور ہوا و ہوس یا کسی شہوت کے مطابق غرض ہرحال اور قال میں اللہ ہی کی رضا کا طالب ہونا اور اسی سے ڈرتے رہنا اور حق پر استقامت رکھنا یہ تقویٰ عجیب نور ہے اور اسی پر تمام ترک دنیا و ترک شہوات منحصر ہے اور یہی تمام نیک اعمال اور خدا پرستی کی بنیاد ہے۔ پس جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکی مخلصی کا راستہ خود پیدا کر دیتا ہے یعنی اگر کسی وقت حق گوئی اور خداترسی کی وجہ سے شریر لوگ اسکے دشمن بنکر اسکو تکلیف دینا اور ذلیل وخوار کرنا چاہیں تو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ خود بخود خلاصی کی صورتیں پیدا کر دیتا ہے اور اسکا متکفل اور والی بنکر نئے نئے طریق سے

اسکو رزق پہنچاتا ہے یعنی اگر دنیا پرست اور بدمعاش لوگ اس کو رزق سے تنگ کرنا چاہیں اور جو ظاہر اصورت اسکے معاش کی ہو اسکو بند کردیں تو اللہ تعالیٰ خود کسی نئے طریق سے رزق پہنچانا شروع کر دیتا ہے۔

یہ تو تقویٰ کے نتائج ہیں مختصر الفاظ میں یہ ہے۔ تقویٰ نام ہے عقاید صحیحہ اور اعمال صالحہ اور اخلاق فاضلہ کا

محسن کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے والا یا اللہ تعالیٰ کی نگرانی میں اپنے آپکو یقین کرنیوالا۔ پہلا حصہ تو اعلیٰ درجہ کا ایمان اور معرفت سے پیدا ہوتا ہے اور دوسرا حصہ ادنیٰ درجہ کا ہے۔ یہ ایمان بھی اگر انسان کے اندر پیدا ہو جائے۔ تو وہ گناہوں سے بچ سکتا ہے بلکہ بچ جاتا ہے اور پھر ترقی کرتے کرتے وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے۔

محسن کے معنے قرآن کریم میں ایک موقعہ پر یوں بتائے ہیں بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسنٌ۔ یعنی محسن وہ ہوتا ہے جو اعتقادی اور عملی رنگ میں محض خدا ہی کا ہو جاوے محسن اور مسلم کو ہم بلحاظ مفہوم مترادف کہہ سکتے ہیں اور اس طرح پر اسکے معنے یہ ہونگے۔ کہ محسن وہ ہوتا ہے جو اپنے وجود کو ایسی شے سمجھ لے کہ جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی طاعت اور اسکے عشق و محبت اور اس کی رضامندی حاصل کرنیکے لیۓ بنائی گئی ہے اور عملی طور پر تمام نیکیاں بجالاوے مگر ایسے ذوق و شوق اور حضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں وہ اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے۔ یہ ہے حقیقت احسان کی۔

صبر کے معنے ہیں رنج و راحت عسر و یسر میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط رکھنا اور بلاؤں اور مصائب میں رضا بالقضا کا عملی نمونہ دکھانا ایسا ہی نیکیوں پر

استقلال اور ثبات قدم دکھانا اور بدیوں سے توبہ کرکے اپنر ثابت قدم رہنا ایسے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیّت کا جو طرز ہوتا ہے اسکا ذکر اسی آیت میں ہے علیھم صلوٰۃ من ربّھم و رحمۃ واولٰئک ھم المھتدون ط اور صابرین کی عملی حالت اس طرح پر بتائی ہے کہ مصائب کیوقت رضا بالقضا کا یوں ثبوت دیتے ہیں قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون ط جب انکی یہ حالت ہوجاتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے خاص فیوض انعامات اور رحمت کے مورد بن جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رہبری اور رہنمائی انکے شامل حال ہوجاتی ہے؛

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے ایمان کے حصول کے پانچ ذرائع بتلائے ہیں جو جواہر خمسہ ہیں۔

اول۔ صبر کرے۔ صبر کے معنے ہیں مصائب کے اوقات میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔ شہوت کے مقابلہ میں عفت غضب کے مقابلہ میں حلم مصائب کے مقابلہ میں شجاعت غرض ہر بدی کو ترک کرنا اور ہر نیکی کو لیکر اسپر جمے رہنا؛

دوم اگر کسی بدی کا موقعہ آیا ہے تو اس بدی کو کسی احسن تدبیر سے ہٹا دینا اور اس بدی اور اس کے شر سے بچ جانا

سوم جو کچھ خدا تعالیٰ نے دیا ہوا ہے اس سے خواہ جسمانی طاقت ہو خواہ مال کی طاقت ہو آنکھ سے ہوسکے زبان سے ہوسکے قلم سے ہو غرض جس طرح بن پڑے اور جس چیز کی ضرورت ہو خرچ کرے مگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیواسطے

چہارم وہ افعال و اقوال جن سے حق اللہ اور حق العباد کا کوئی حصہ نہیں نکلتا انکو ترک کردین اسکا نام اعراض عن اللغو ہے؛

پنجم۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور خود بھی عامل ہونا۔

حقایق القرآن

{ آیندہ کیلئے سردست تجویز ہے کہ اگر کوئی روک واقع نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی توفیق رفیق حال ہو تو اس عنوان کے نیچے قرآن مجید کی کسی ایک آیت کی تفسیر درج ہوتی رہے }

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

یعنی آج یعنے قرآن کریم کے نزول سے اور تکمیل نفوس سے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کر لیا۔ یہ آیت قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے روشن دلایل میں سے ایک زبردست دلیل ہے اور نہ صرف آپکی نبوت کی بلکہ آپؐ **ختم نبوت** اور قرآن کریم کے خاتم الکتب ہونیکی بھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل کو قرآن مجید نے دو بڑے حصوں پر تقسیم کیا ہے اول یہ ثابت کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت تشریف فرما ہوئے جبکہ دنیا کے تمام مذاہب بگڑ چکے تھے۔ اور ہر قسم کی بدیاں اور بدکاریاں دنیا پر محیط ہو رہی تھیں۔ اہل عالم روحانی طور پر مر چکے تھے۔ اس واقعہ کو قرآن مجید نے کہیں ظہر الفساد فی البر والبحر کے رنگ میں بیان کیا ہے۔ اور کہیں کنتم علیٰ شفا حفرۃ من النار کہکر عرب کی جاہلیت کا خاکہ کھینچا ہے غرض اول یہ ثابت کیا ہے کہ فی الواقعہ دنیا کی حالت بگڑ چکی تھی اور بالطبع زمانہ تقاضا کرتا تھا۔ کہ کوئی **عظیم الشان مصلح ربانی** آکر اور اس بگڑی ہوئی حالت کو درست کرے۔ اسی لیئے دوسری جگہ قرآن مجید میں فرمایا۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ

دوسرا پہلو آپؐ کی دلیلِ نبوت کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت دنیا سے رفیق اعلیٰ کی طرف بلائے گئے جبکہ پورے طور پر اس مقصد کی تکمیل ہو گئی تھی۔ اسی پہلو کا ذکر اس آیت میں ہے جو اوپر درج کی ہے۔ اس آیت میں پہلا نکتہ معرفت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس مقام پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطاب کیا ہے کیونکہ اولاً بالذات وہی مخاطب تھے۔ کہ میں نے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا اس میں یہ نہیں فرمایا۔ کہ اے نبی آج میں نے قرآن کریم کو کامل کر دیا اس میں حکمت یہ ہے کہ تا ظاہر ہو کہ صرف قرآن کریم کی تکمیل ہی نہیں ہوئی بلکہ انکی تکمیل بھی ہو گئی جنکو قرآن کریم پہنچایا گیا۔ اور رسالت کی علت غائی کمال تک پہنچ گئی۔ اس آیت کی تصدیق اور تائید قرآن مجید کی ایک اور آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں صحابہ کرام کے متعلق فرمایا ہے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ اور یہاں فرمایا رضیت لکم الاسلام دینا پہلی آیت میں تو یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ صحابہ کرام کی تکمیل اور تزکیہ نفس ایسے مقام پر پہونچ گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ رضا بالقضا کا عملی نمونہ تھے انسان کی روحانی تکمیل بجز ان دو صورتوں کے ممکن ہی نہیں جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بھی راضی نہ ہو جائے۔ اور اس کے قلب کے کسی گوشہ میں کوئی شکوہ یا شکایت جناب باری سے نہ ہو انسان پر مختلف قسم کے ابتلاء اور مشکلات آتے ہیں انہیں ثابت قدم نکلنا اور راضی برضا رہنا آسان امر نہیں ہوتا مگر صحابہ کرام یہ تمام شرطیں طے کر چکے تھے۔ اور یہ ایک اور ثبوت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا کیونکہ قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے۔ ویزکیھم یعنی آپ تزکیہ نفس فرماتے ہیں۔ اور ایک مزکّی ہیں۔ یہ آپؐ کی نبوت کا عملی ثبوت ہے؛

غرض یہ آیت جو اوپر لکھی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی کامل دلیل ہے۔ کیونکہ آپ نے کوچ نہیں کیا جب تک دین اسلام کو تنزیل قرآن اور تکمیل نفوس سے کامل نہ کر لیا۔ اور یہی ایک خاص علامت منجانب اللہ ہونے کی ہے۔ کہ جو کاذب ہو ہرگز نہیں دیجاتی۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اس قسم کا کامل نشان کسی نے بھی نہیں دکھایا کہ ایک طرف کتاب اللہ بھی آرام اور امن کیساتھ پوری ہو جاوے اور دوسری طرف تکمیل نفوس بھی ہو اور باایں ہمہ کفر کو ہر ایک پہلو سے فتح کیا بادا کی تائید قرآن مجید کی دوسری آیات سے ہوتی ہے۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔

قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

یعنی حق آگیا اور باطل اپنی نحوستوں کو لیکر بھاگ گیا۔ اور باطل بھاگنے والا ہی تھا۔

پھر دوسرا نکتہ معرفت یہ ہے کہ اس آیت میں آنحضرت صلعم کی دو تجلیوں کا ذکر ہے یعنی تکمیل دو قسم کی ہوگی ایک تکمیل ہدایت دوم تکمیل اشاعت ہدایت۔

تکمیل ہدایت کا زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی تجلی کا تھا۔ اور تکمیل اشاعت ہدایت کے لیئے اللہ تعالیٰ نے وہ زمانہ مقدر کیا تھا۔ جو احادیث صحیحہ میں مہدی کے زمانہ سے موسوم ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مہدی میرے نام پر آئیگا۔ اس میں سر یہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ آخری تجلی ہوگی اور اسی کا ذکر سورہ جمعہ کی اس آیت میں ہے۔ واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ اس زمانہ میں تکمیل اشاعت ہدایت کے تمام سامان پورے ہو گئے ہیں اور اس طرح پھر آج بھی اس آیت کی صداقت ظاہر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا ثبوت ملتا ہے۔ وللہ الحمد۔

نامۂ عید

ذیل میں اس خط و کتابت کو درج کیا جاتا ہے جو مراسم عید کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اور حلقہ المشائخ دہلی کے بانی حسن نظامی کے درمیان ہوئی خواجہ حسن نظامی کی غرض اپنے رسالہ نظام المشائخ کے عید نمبر کے لئے میٹریل بہم پہونچانا تہا حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے جو جواب دیا ہے وہ نہایت ہی غور کے قابل ہے حلقہ المشائخ کے رسالہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کا جو خط چھپا ہے افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس میں بعض جملے درج نہیں ہوئے جو گویا اس خط کی روح تھے سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کیوں حلقہ کے میگزین کے ایڈیٹر نے یہ روا رکھا اور اس قسم کی تحریف سے انہیں کیا حاصل ہوا۔ اسلیے جس حصہ کو انھوں نے نہیں چھاپا۔ ہمنے مناسب سمجھا ہے کہ اس حصہ کو خط کشیدہ لکھدیا جاوے۔ ناظرین غور کرینگے کہ صوفی منش خواجہ حسن نظامی نے حضرت خلیفۃ المسیح کے نامۂ عید کیساتھ کیسا ظلم کیا ہے۔ اور پہر ایک اور عجیبات ہے کہ ایڈیٹر رسالہ نظام المشائخ نے ایک طرف تو پورا خط درج نہیں کیا۔ دوسری طرف اسی خط پہ ریمارک کرتے ہوتے لکہا ہے۔ کہ "حکیم صاحب اور انکے مشن کے عقاید سے ہکو قلبی اختلاف ہے" اگر وہ اس خط کو جو حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں لکہا تھا پورا درج کر دیتے اور پھر یہ جملہ لکھتے تو انکی دیانت اور امانت کی اور بھی حقیقت کھلتی مگر افسوس تو یہ ہے کہ اس اصل خط میں حضرت مسیح موعود مغفور کا یہ ارشاد سنکر بھی

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

پہر احمدی عقاید سے قلبی اختلاف کا اظہار میں نہیں سمجھتا۔ کیا وقعت رکھتا ہے۔ نظام المشایخ کی حقیقت سے میں ناواقف نہیں ہوں اور میں نہیں چاہتا۔ کہ اس پر مزید روشنی ڈالوں مگر تصوف کے مدعی گروہ کا یہ حال قابل لحاظ ضرور ہے۔ تقوٰی اور خدا ترسی کا یہ طریق نہ تہا۔ کہ اس طرح پر محض عام ہمدردی کو حاصل کرنیکے لیئے ایک محض غلط بات بیان کردیجاتی۔ اگر احمدی عقاید سے قلبی اختلاف ہے تو دوسرے الفاظ میں اسکے یہ معنی ہیں کہ انہیں اسلام سے نفرت ہے نظام المشایخ نے یہ بھی لکہا ہے۔ کہ گویا احمدی عقاید کو "تصوف سے بہت کم سروکار ہے۔" انکی بڑی مہربانی ہوگی اگر اپنے رسالہ میں وہ اس کی تصریح کریں۔ کہ تصوف کا وہ کونسا حصہ ہے۔ جس سے احمدی عقاید کو سروکار نہیں اگر حق گوئی اور حق جوئی ہمارے نوجوان صوفیوں کا شیوہ ہونا چاہیئے۔ تو وہ اسکی تصریح کے لیئے طیار ہونگے۔ مگر مجہو شبہ گزرتا ہے کہ وہ اس خصوص میں زبان نہیں کہول سکتے۔ ورنہ انہیں سخت مشکلات کا سامنا ہوگا بہرحال اب کسی لمبی تمہید کے بدون اس نامۂ عید کو درج کیا جاتا ہے اور اتنا اسپر میں اضافہ کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی عید کے روز نماز سے پیشتر دودھ میں چہوہارے ڈال کر خود بھی اور اپنے احباب کو بھی کہلایا کرتے ہیں اور صرف ادائے سنّت کے لئے۔ ایسا ہی حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ بھی معمول ہے کہ آپ خصوصیّت سے صدقۃ الفطر کے علاوہ جو چاند رات ہی کو آپ مساکین کے ہاں پہونچا دیتے ہیں یوم العید کی صبح سے نماز کو جاتے وقت تک خیرات کا ایک خاص سلسلہ رکہتے ہیں۔ اور اسدن دعاؤں میں خصوصیت سے مصروف رہتے ہیں۔"

اتنا اور یاد رہے کہ جن ایام میں یہ خط بغرض جواب آیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی طبیعت سخت ناساز تہی اور ضعف بہت تہا۔ اسی لئے جواب میں آپنے ظاہر کیا ہے۔ کہ اب مجہے افاقہ ہے۔ گویا ذرا افاقہ ہوا تو آپنے وہ خط لکہدیا۔

حلقۃ المشائخ کا سوال جناب میرزا صاحب عید کے روز نماز کیونکر پڑھتے تھے بعد نماز گلے ملنے کی رسم انکے ہاں تھی یا نہیں ہ اظہار مسرت کے لیئے اور کیا طریقے استعمال فرماتے تھے۔ احباب و اقارب سے اس دن کیونکر ملتے تھے۔ سیر و تفریح میں اس روز کوئی جداگانہ خصوصیت ہوتی تھی ہ عید کے دن کچھ خاص اعمال یا اشغال بھی کرتے تھے ہ خود آپ کا کیا معمول ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا جواب جناب کا استفسار پڑھکر دیر تک میں متعجب رہا اور دنیوی عجائبات کا مطالعہ کرتے کرتے قریب تہا کہ میری حالت وجد میں آجاوے بلکہ ایک قسم کا وجد رہا۔ اسوقت مجھے افاقہ ہے۔

مولٰنا فقہائے کرام نے جس قدر قیاس اور استحسان سے مسایل اور حوادثات پر باریک بینیوں سے کام لیا ہے اسکو اگر ایک کتاب میں لکھا جاوے اور صوفیائے کرام کی تحقیقات اور مکاشفات اور حالات وجد کو ساتھ ملادیں اور ایک پلڑے میں رکھیں اور ڈیڑھ سو آیت قرآنی جو اصل اور سرمایہ احکام فقہیہ ہے اور ڈیڑھ سو صحیح حدیث جو کہ مدار احکام فقہیہ علاوہ قرآن کریم کے ہے ایکطرف رکھا جاوے۔ تو ان لوگوں کے انصاف پر جو مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت فتاوی تیار کر رہے ہیں۔ کیا وجد آسکتا ہے کہ نہیں۔

مرزا صاحب کے متعلق میں جناب کو ایک شعر سناتا ہوں جو میں نے انکی زبان سے علی رؤس الاشہاد سنا ہے۔

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولاکن میفزائے بر مصطفےٰ

اس شعر کے بعد جناب کا جواب کافی سے زیادہ ہو سکتا ہے مگر پاس خاطر سے عرض ہے کہ عید کے دن مرزا صاحب غسل فرماتے اور تجدید لباس کرتے اور خوشبو لگا کر معہ احباب کے عیدگاہ میں تشریف لیجاتے تھے اور گاہے اس جامع مسجد میں جہاں ہم لوگ جمعہ پڑھتے

ہیں وہاں بھی عید پڑھ لیتے تھے۔

عید کا خطبہ ہمیشہ یہ خاکسار پڑھ دیتا تھا۔ یا مولوی عبدالکریم واپسی میں دوسرے رستے سے گھر میں تشریف لاتے تھے صدقۃ الفطر پہلے جمع کیا جاتا تھا۔ اور قربانی کی عید میں بعد نماز کے معاً قربانی کرتے تھے۔

میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ آپ کسی کے گلے لگے ہوں۔ یا کسی کو پان دیا ہو عیدگاہ میں ہی نئے آئے ہوئے دوست مصافحہ کر لیتے تھے۔ سیر و تفریح کے لئے کہیں نہیں جاتے تھے۔ کوئی خصوصیت نہ تھی۔ اقارب سے بھی کوئی خصوصیت کی ملاقات اسدن نہیں کرتے تھے راستہ میں لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ پڑھنے کی عادت تھی۔ مگر آہستہ اور بعض لوگ بلند آواز سے پڑھتے تو روکتے نہ تھے۔ والعبد میں متبعیہ مکرر عرض ہے کہ معانقہ عام طور پر قطعاً آپکی عادت میں نہ تھا۔ والسّلام (نور الدّین)

ثبوت نبوّت وجدانی طریق ہے؟

رقیمہ حضرت مولنا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہٗ تعالیٰ

قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا الذی لہ ملک السمٰوٰت و الارض یعنی اے نبی لوگوں سے کہدے کہ میں تم سب کی طرف ایسے بادشاہ کی جانب سے رسول آیا ہوں جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ انسان کی عادت میں یہ بات رکھی گئی ہے۔ کہ وہ بادشاہوں اور نوابوں کے قاصدوں اور ایلچیوں کی طرف عظمت کی نگاہ سے دیکھنا اور انکی رسالت کا واجب احترام کرتا ہے۔ اور انکی یہ اطاعت اور تعظیم بہ تفاوت مراتب ہر بادشاہ اور نواب کی وسعت ملک اور اسکی عظمت و جلالت پر موقوف ہوتی ہے۔ اسی معتاد و متعارف دستور کے موافق جناب ہادیٔ کامل (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) نے اتنا

بڑا جلیل الشان دعویٰ کیا کہ میں کل دنیا کے انسانوں کی طرف رسول بنکر آیا ہوں کسی چھوٹی سی بستی کے مالک کسی نواب یا معمولی محدود الاختیار بادشاہ کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے کہ جو زمین و آسمان کا مالک الملک شہنشاہ ہے۔ پھر فرمایا۔ فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین امنوا قد انزل الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم اٰیات اللہ بینات لیخرج الذین اٰمنوا و عملوا الصّٰلحٰت من الظلمٰت الی النور ط یعنی اے دانشمندو! جن میں ایمان کا بیج ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اسنے تمہاری طرف تمہیں بھولی بسری ہوئی تعلیم حق یاد دلانیوالا رسول بھیجا ہے جو اللہ تعالیٰ کی واضح آیتیں اور حق کی کھلی کھلی تعلیم تمہارے سامنے پیش کرتا ہے۔ یعنی انسان پرست نصاریٰ کے عقیدہ تثلیث و کفارہ کی طرح ناقابل فہم اور عقل پر ہمزن کوئی بات نہیں۔ بلکہ سچائی صفائی اور وضاحت میں یہ تعلیم اپنی صداقت کی آپ گواہ ہے۔ اور اس تعلیم کی علت غائی یہ ہے کہ راستباز اور نیکوکار مومنوں کو ہر طرح کی شک و تردد اور خلاف حق عقاید کی تاریکیوں سے نکال کر اس حقیقی نور کی راہ دکھائے جو تمام نوروں کا سرچشمہ اور تمام راحتوں اور لذتوں کا منبع ہے پھر فرمایا یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدًا و مبشرًا و نذیرًا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرًا ط یعنی اے نبی ہمنے تجھے بھیجا ہے دنیا کے لیئے ایک گواہ اور بشارت دہندہ اور آنیوالے خطرے سے ڈرانیوالا اور اللہ کیطرف اسی کی مرضی سے دعوت کرنیوالا اور روشن چراغ جو خود بھی روشن ہے اور دوسرے بھی اس سے ایمان کے چراغوں کو روشن کرسکیں۔

وہ لوگ جن کے اندر رشد و ہدایت کا مادہ ہوتا اور سعادت انکی مددگار رہتی ہے۔ ان دعوؤں کو سنکر خوب سمجھ سکتے ہیں کہ ایک باغرض مکار اور غیر معتمد کاذب کی یہ بساط نہیں ہو سکتی کہ ایسی طمانیت وقار اور دلی جرأت سے بھرا ہوا دعویٰ کرے اور جب یہ دیکھا جائے کہ کس استقامت اور استقلال سے برابر تیئیس برس دعویٰ کرنیوالے نے اس بلند دعویٰ کو نبھایا۔ کسقدر خطرات مصائب زلازل اور زہرہ گداز آفتیں اسکے سامنے آئیں۔ کس قدر

کسقدر تحریکات اور ترغیبات دلفریب صورتوں اور ہوش ربا بھیسوں میں اس کے روبرو
جلوہ نما ہوئیں کہ وہ اس دعوی سے دست بردار ہوجائے مگر اسنے نہ تو ترہیب کی پرواہ کی
اور نہ ترغیب کی طرف التفات کیا۔ اور برابر اپنے دعوی پر قائم رہا۔ ان حالات کو دیکھکر سلیم
عقل اور خداترس دل کس طرح گوارا کرسکتا ہے۔ کہ ایسے دعوے کرنیوالے کی نسبت خفیف سے
حقیر رائے قایم کرے بہت سے دل کے کچے اپنی اندرونی ما بہ سے واقف اور باشعور کاذب بھی
کبھی کبھی بلند دعوی کر بیٹھتے ہیں مگر جلد یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ مختلف تحریکوں
ترغیبوں اور تہدیدوں کے زور آور صدمہ کے مقابل انکے پاؤں بہت دیر تک جم نہیں
سکتے ادنی ادنی سے تحریک سے انکے ارادوں میں فرق آجاتا ہے اور خفیف سی جانستان
دھمکی انکے بہروپ کا تار و پود ادھیڑ کر رکھدیتی ہے۔ نہایت حیرت انگیز امر ہے کہ ایک شخص
چالیس برس کی عمر میں اتنے بڑے دعاوی کو شروع کرتا ہے اور تریسٹھ برس کی عمر تک
باوجود ہزاروں انقلاب اور صدمات کے پیش آنیکے اسے پوری طرح نبھاتا ہو اسکی زندگی بالکل
دو متضاد بانوں اور سخت متناقض حالتوں کا سچا اور صحیح نمونہ ہے۔ ایک عرصہ دراز تک وہ
بے بس مظلوم اور قوم کے لاانتہا ظلم و شر کا ہدف ہے۔ اور پورے معنوں میں بیکس صابر درویش
ہے اور دوسرے وقت میں ایک زبردست جری اور جاں نثار قوم کا مالک الرقاب مقتدر
مطلق بادشاہ ہے۔ مگر ان دونوں حالتوں میں رفتار گفتار حرکات سکنات اور ہر طرح کے معاملات
میں کامل انسانیت فوق العادت مروت و فتوت اور الہی اخلاق و خصائل کا قابل اقتدا نمونہ ہی
نہ تو ظلم اور فتن کی مہیب صورت نے اسے اولوالعزم کا کچا بے صبر اور جزع فزع کرنیوالا اور
اپنے امر مفوضہ سے دست بردار ہوجانیوالا ثابت کیا۔ نہ کامیابی کی فوق الفوق خوشی اور
شہنشاہی اور اقتدار مطلق کے سنہری تاج نے اسباب کے کھانے کا موقعہ پایا۔ کہ وہ متکبر
اترانے والا قابو پاکر دشمنوں سے انتقام لینے والا اور ایک بے قابو مغلوب النفس انسان ہے
بلکہ وہ دونوں حالتوں میں درویشی نفس کشی تواضع حلم رعایت حقوق عباد اور ایثار کی صفت

اس کے پاک وجود میں یکساں طور پر پائی جاتی ہیں نبوت سے پہلی حالت جس میں وہ عام سوسائٹی کا بظاہر شریک تہا۔ اور ہر طرح جائز طور پر بلا خوف ملامت انکے متعارف وجود اور ناسزا کاموں سے حصہ لے سکتا تہا۔ اسکی نسبت وہ کس وثوق سے دعویٰ کرتا ہے ولقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ۔ یعنی میں اس دعویٰ نبوت سے پہلے عمر کا بہت بڑا حصہ تم میں بسر کر چکا ہوں تم میں کوئی ہے کہ مجھ میں کوئی افترا اور جہوٹ کی صفت خیانت اور بد دیانتی کی صفت بد اخلاقی اور بد معاملگی کی صفت ثابت کر سکے۔ سیرت کے پڑھنے والے جانتے ہیں۔ کہ دشمنوں کے سر اس توبیخ آمیز دعویٰ کے سامنے نیچے ہو گئے۔ وہ جرأت نہ کر سکے کہ اس حال چلن کی صفائی پر کوئی دھبہ لگا سکیں کیونکہ وہ بہت مدت اس سے پہلے اُس صادق ذی عزم کو الامین و المامون تسلیم کر چکے ہیں۔ اور درحقیقت کس کا حوصلہ ہوتا کہ وہ جسکا نام عرش عظیم پر محمد رکہا گیا ہے اسکا نام مذمم رکھتے ؛

الغرض جناب ہادی کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاک زندگی ایسا زبردست معجزہ ہے جو تنہا آپ ہی کا حصہ ہے۔ اور یہ غیر فانی اور ہر زمانہ میں کام آنیوالا کامل معجزہ آغاز آفرینش سے کسی نبی کو بھی نہیں دیا گیا۔ آپنے جس قسم کا دعویٰ کیا خود اُسکا غیر متبدّل پاک نمونہ دیا۔ اور اپنے پر اثر نمونہ سے ایک عظیم و کثیر قوم ایسی تیار کر دی جو تمام قوموں اور مذہبوں کے لئے بطور نمونہ اور گواہ کے ٹھہر گئی۔ اور انھوں نے اپنی مقدس زندگیوں سے ثابت کر دیا کہ کامل اُستاد کے ہوشیار شاگرد ایسے ہوتے ہیں وہ کس مپرسی کی حالت میں لوگ رومیوں اور ایرانیوں کی نگاہ میں حقیر یہود و نصاریٰ کے نزدیک ذلیل تھے۔ اس رسول کی پیروی سے جس نے شہنشاہ زمین و آسمان کی طرف سے ہونیکا دعویٰ کیا۔ دنیا کی قوموں اور ملکوں کے مقتدر مالک اور متصرف بن گئے۔ اور اس نور اللہ اور سراج منیر کی تائید و امداد سے کفر اور گمنامی کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکلکر شہرت عام اور بقائے دوام کے نورانی میدان میں آگئے۔ اللّٰھم صل وسلم علیہ وعلیٰ آلہ الاف الاف تحیات وصلوات۔ آمین۔

دُعا کے متعلّق کچھ

دُعا تمام مشکلات اور عقود کی کلید ہے۔ مگر یہ امر افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ اس زمانہ میں اوّل تو بہت سے لوگ ایسے ہیں جو سرے سے دعا ہی کے منکر ہیں اور جو منکر نہیں ہیں۔ انمیں بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو آداب الدّعا سے محض ناواقف ہیں ایسا ہی وہ لوگ جو اپنے آپکو دعا کرنیوالے ٹھہراتے ہیں وہ ان طریقوں سے ناواقف ہیں جو قبولیّت دعا کے ہوتے ہیں۔

جو لوگ دعا کے منکر تو نہیں ہیں مگر چونکہ انکی دعائیں آداب الدعا کی ناواقفیّت کیوجہ سے قبول نہیں ہوتی ہیں۔ وہ منکرین دعا سے بھی گری ہوئی حالت میں ہیں ایسے لوگ بعض اوقات دہریّت تک جا پہونچتے ہیں۔

دُعا کے لیے سب سے اول ضروری شرط ہے۔ کہ دعا کرنیوالا کبھی تھک کر مایوس نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ پر کبھی سوءظن نہ کرے بعض اوقات دعاؤں کی قبولیت میں ایک لمبا عرصہ صرف ہوتا ہے۔

جو لوگ تھک کر رہجاتے ہیں اور استقلال کو ہاتھ سے دیدیتے ہیں۔ وہ سخت غلطی کہاتے اور اپنے مقاصد میں نامراد رہتے ہیں۔

دعا کی مثال زمیندار کے بیج بونے کی سی ہے۔ اسکے لیئے جیسے ایک وقت پھل لانیکا ہوتا ہے۔ ویسے ہی دُعا کے واسطے بھی۔

چاہیے دعا کرنیوالا تلوّن اور عجلت سے کام نہ لے۔ بلکہ صبر اور حوصلہ سے دعا ہی میں لگا رہے کیونکہ یہ ضروری امر ہے۔ کہ اس کی قبولیّت کے لیئے دعا کو اس اقسام تک

پہونچایا جاوے جہاں پہونچکر وہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے جس طرح آتشی شیشے کے نیچے کپڑا رکھ دیتے ہیں اور سورج کی شعاعیں اس شیشہ پر آکر جمع ہوجاتی ہیں اور انکی حرارت وحدۃ اس مقام تک پہنچ جاتی ہے جو اس کپڑے کو جلا دے۔

اسی طرح ضروری ہے کہ دعا اس مقام تک پہونچے جہاں اس میں وہ قوت پیدا ہو جائے کہ نامرادیوں کو جلا دے اور مقصد مراد کو پورا کرنیوالی ثابت ہو۔

پھر یہ ضروری امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و طاقت پر کامل ایمان ہو اور اسے ہر وقت اپنے قریب یقین کرے اور ایمان ہو کہ وہ ہر پکار کو سنتا ہے۔ بہت سی دعاؤں کے رد ہونیکا یہ بھی سر ہوتا ہے۔ کہ دعا کرنیوالا اپنی ضعیف الایمانی سے دعا کو رد کرالیتا ہے۔

پس ان امور کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کامل دعا کی شناخت کا نشان یہ ہے کہ اسمیں تین باتیں ہوں۔ اول اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہو جو اس کی شان کے شایان اور سزاوار ہو اور پھر وہ مدح و ثنا ایسی ہو کہ عبودیت کیساتھ اسکا کامل تعلق ہو جو کچھ انسان منہ سے نکالے وہ ایسے الفاظ ہوں کہ کہنے والیکے دلپر پورا اثر ڈالنے والے ہوں اور ایسا گہرا نقش پیدا کریں کہ اسوقت وہ نئی پیدائش کا موجب ہوسکیں۔

دوسرا مقصد کامل دعا کا یہ ہے۔ کہ اس میں تمام منافع اور مفاد کی چیزوں کو مانگا گیا ہو۔ اور سوم اس دعا میں تمام مضرتوں سے بچنے کی التجا ہو۔ جو دنیا اور آخرت میں پہنچ سکتی ہیں؛

اس اصول پر سورۃ فاتحہ کامل دعا ہے جس میں ان تینوں باتوں کو جمع کردیا ہے الحمد للہ سے لیکر مالک یوم الدین تک کامل حمد و ثنا ہے۔ پھر اہدنا الصراط المستقیم سے لیکر انعمت علیہم تک وہ راہ مانگی ہے جو ہر قسم کی بھلائیوں اور مفاد کی راہ ہے اور آخری حصہ وہ ہے جس میں تمام مضرتوں سے پناہ چاہی ہے۔

اس لیئے یہ اکسیر ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھاوے؛

۹ - رتن

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور آپؐ کی نبوت کے ثبوت میں آپؐ کی تعلیم آیات بینات کا حکم رکھتی ہے جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو پڑھتے ہیں اور پھر اس پر غور کرتے ہیں وہ بے اختیار بول اُٹھتے ہیں کہ

لاریب آپؐ خاتم الانبیاءؐ ہیں!

تعجب اور افسوس ہے ان لوگوں پر جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نہیں پڑھتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر غور کئے بدوں اعتراض کر دیتے ہیں آج ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات میں سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے کہ اس میں نو باتوں کا ذکر ہے اسکا عنوان **نو رتن** تجویز کرتے ہیں۔ وھو ھذا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرنی ربی بتسعٍ خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ وکلمۃ العدل فی الغضب والرضاء والقصد فی الفقر والغناء وان اصل من قطعنی واعطی من حرمنی واعفو عمن ظلمنی وان یکون صمتی فکرا ونطقی ذکرا ونظری عبرۃ۔

مندرجہ بالا حدیث میں جو نو امور پیش کئے گئے ہیں اس سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ تعلیم کا پتہ لگتا ہے۔ وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کس قسم کی پاک اور اعلیٰ زندگی بسر کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے متعلق اللہ نے فرمایا۔

انک لعلیٰ خلقٍ عظیم۔

حدیث مذکورہ کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے ربّ نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے۔

اوّل - خدا کا خوف خلوت وجلوت میں

دوم - انصاف کی بات ہر حالت میں کہو۔ خواہ حالت غضب ہو۔ یا حالت خوشی۔

سوم - اور میانہ روی کو ہاتھ سے نہ دو خواہ حالت فقر ہو خواہ حالت غنا۔

چہارم - جو شخص تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس سے قطع تعلق نہ کر بلکہ اس سے مل

پنجم - جو تجھے محروم رکھنا چاہے تو اسکو عطا کر۔

ششم - جو تجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر۔

ہفتم - اگر تو خاموش رہے تو فکر سے دل خالی نہ ہو

ہشتم - اگر بولے۔ تو ذکر الٰہی زبان پر ہو۔

نہم - اگر کسی طرف نگاہ کرے تو نظر عبرت سے دیکھ۔

ان نو باتوں پر غور کرو کہ کسقدر عظیم الشان مکارم اخلاق پر مبنی ہیں۔

اوّل ایسی بات رکھی ہے جس سے انسان گناہوں سے پاک اور صاف ہو جاتا ہے یعنی خدا کا خوف۔ حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں۔ **خدا کا خوف حکمت کا شروع ہے**۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعلیم میں یہ مدنظر رکھا ہے کہ یہہ خوف آنی ہی نہو یا ظاہری رنگ ہی نہ رکھتا ہو بلکہ خلوت وجلوت میں ہر حالت اور ہر وقت خوف الٰہی سے سینہ معمور اور لبریز رہے۔ ایک شخص ظاہر میں خدا تعالیٰ کے خوف کی باتیں کر سکتا ہے۔ اور دوسروں کو یقین دلا سکتا ہے۔ کہ اس کے دل میں خدا کا خوف ہے مگر جب وہ تنہا ہو تو اسکے مقابلہ میں دل بالکل خالی ہو اور ایسے طرز سے وہ اپنی تنہائی کی گھڑیوں کو پورا کرے کہ گویا! **اللہ تعالیٰ کا کوئی وجود ہی نہیں**

مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی وہ نہایت اخلاص اور صدق پر مبنی ہے کہ

انسان خواہ خلوت میں ہو یا جلوت میں خدا کا خوف اس کے دل پر ہو اس سے اس کے تمام افعال اور اقوال میں **صداقت** اور **استقامت** پیدا ہو جائیگی۔ اور وہ تمام گناہوں سے بچ جائیگا۔ کیونکہ گناہوں کا صدور ایسی حالت میں ہوتا ہے جبکہ انسان اللہ تعالیٰ کی صفات پر پورا ایمان نہیں لاتا۔ یہ امر **حق اللہ** کے متعلق تھا۔ پھر نمبر دوم میں ایک ایسی عجیب تعلیم دی ہے جو انسان کو **کامل** انسان بنا دیتی ہے جب انسان حالت غضب و جوش میں ہوتا ہے اسکی عقل تیرہ و تار ہوتی ہے۔ اور وہ نشیب و فراز سے ناواقف ہوتا ہے اسوقت وہ عواقب الامور سے خبردار نہیں ہوتا اور نہ سوچ سکتا ہے پس ایسی حالت میں جبکہ وہ جوش سے سرآشفتہ ہو رہا ہے۔ حق اور انصاف کی بات کہنا **کمال** ہے اور یہ ایسے وقت ہو سکتا ہے۔ جب کہ انسان اپنے قویٰ پر **پوری حکومت رکھتا ہو**

ایسا انسان جب مسرت کی حالت میں ہوتا ہے اسوقت بھی ایک جوش اس کے قلب پر احاطہ کئے بغیر نہیں ہوتا ہے۔ مگر قربان جائیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جوش اور رضا دونوں حالتوں میں انسان کو عدل و انصاف کی تعلیم دیتے ہیں اس سے پتہ لگتا ہے کہ آپ فطرت انسانی کے صحیح تقاضوں سے خوب واقف اور اپنے قویٰ پر پوری حکمت رکھتے تھے **تیسری ہدایت** اس سے بھی بڑھکر ہے انسان جب فارغ البال اور آسودہ حال ہوتا ہے۔ اسوقت وہ بڑا دلیر اور خراج ہو جاتا ہے چونکہ مالی حالت اچھی ہوتی ہے اسلیئے فضولیوں میں روپیہ خرچ کرتے ہوئے کوئی بوجھ معلوم نہیں ہوتا۔ اور جب عسر ہوتا ہے۔ اور ہر قسم کی تنگی ہوتی ہے۔ اسوقت پھر بخل سے کام لیتا ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں حالتوں میں افراط تفریط سے بچا کر صراط مستقیم پر کھڑا کر دیا۔ اور **اقتصاد** کی تعلیم دی نمبر ۴ و ۵ و ۶ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی کمال کا اظہار ہے۔ انسانی فطرت میں یہ پایا جاتا ہے کہ جو شخص اس سے ایکبار قطع کرے وہ اس سے دس بار الگ ہونے کو آمادہ رہتا ہے۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیسی پاک اور اعلیٰ فطرت رکھتے ہیں اور نوح

انسان پر کیسی شفقت رکھتے ہیں کہ جو آپ سے قطع کرے آپ اس سے قطع نہیں کرتے بلکہ اسکو پھر ملانیکی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس سے ملتے ہیں ... آپ ان سے سلوک کرتے ہیں جو آپ سے بدسلوکی کرے اسے دیتے ہیں جو آپؐ کو محروم رکھتا ہے۔ اور جو ظلم کرتا ہے اسے معاف کرتے ہیں۔ اس تعلیم پر عملی رنگ میں نمونہ بننا ہر شخص کا کام نہیں مگر سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسکا لانظیر نمونہ ہے مکہ والوں نے آپؐ کے اور آپ کی جماعت کیساتھ جو سلوک کیا ہے۔ وہ نہایت دردناک داستان اور آپؐ کی زندگی میں خون سے لکھا ہوا ورق ہے مگر جب آپ کو موقعہ اور مقدرت ملی تو آپ نے

لا تثریب علیکم الیوم

کہکر سب کو معاف کر دیا۔ یہ کیسی بلند ہمتی اور ایثار وعفو کی نظیر ہے کہ دنیا کی تاریخ اسکے پیش کرنیسے عاجز ہے

اس طرح پر ساتویں اٹھویں اور نویں تعلیم بھی اپنے اندر بیحد خوبیاں رکھتی ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک اس قابل ہے کہ اسپر مبسوط آرٹیکل لکھے جاویں تاہم ان سب پر بہ ہیئت مجموعی غور کرنیسے ایک دشمن سے دشمن کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑیگا۔ کہ فی الواقعہ یہ رؤف الرحیم نبی ہے اور یہ دعویٰ بالکل صحیح ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ایسا ہی آپکا مزکّی ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرض یہ نو باتیں جو پیش کی گئی ہیں

۹ - رتن ہیں *

قطب شمالی اور آریہ مذہب

کچھ عرصہ گزرا ہے کہ آریہ سماجی معترض اسلام پر اعتراض کیا کرتے تھے کہ جو لوگ قطب شمالی میں رہتے ہیں وہ روزے کس طرح رکھتے ہونگے؟ نمازیں کسطرح پڑھتے ہونگے ایسے اعتراضات کے جواب انہیں اپنے وقت پر اسلام کی طرف سے دیئے گئے جن پر انہیں کچھ کہنے کا حوصلہ اور جرأت نہیں ہوئی۔ مگر اب آریہ مہاشوں کو خود ایک مصیبت پیش آئی ہے۔ آریوں میں غیر قوموں کے ساتھ کھانے پینے کا سوال بہت زور شور سے چل رہا ہے۔ ایک جماعت اسی تفرقہ کو اٹھانا چاہتی ہے۔ اسی سلسلہ میں رسالہ اندر میں ایک عجیب استفسار شایع ہوا ہے۔ جس کا جواب آریوں کو عجیب مشکلات میں ڈالدیگا۔ اس سوال کو رسالہ اندر سے ذیل میں درج کردیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

شمالی قطب کے اردگرد جہاں زمین انسانی آبادی کے قابل ہے وہاں وہاں ہی ایک نامعلوم عرصہ سے انسان کی نسل آباد چلی آتی ہے ان لوگوں کو اسکیمو کہتے ہیں۔ لیبرڈار کے اسکیمو بارہ مہینے برف میں گزارتے ہیں وہاں پر تو نہ اناج ہوتا ہے نہ پھل نہ پھول وہ لوگ صرف مچھلی پر گزارہ کرتے ہیں۔ انکے حالات بڑے عجیب وغریب ہیں۔ اسکیمو شہرت اور نمود سے اوپر ہے۔ وہ اپنی زندگی کا مقصد اسی بات کو سمجھتا ہے۔ کہ اسکو پہننے کے لیے سیل کا چمڑا اور کھانے کے لیے سیل کا گوشت ملجائے۔ یا اسکا پوست اس کے ہاتھ آجائے جس سے کہ وہ اپنا خیمہ بنا سکے۔ جب یہ چیزیں اس کو مل جاتی ہیں۔ تو وہ سمجھتا ہے کہ دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی شخص خوش نہیں ہے۔ اسکیمو لوگ ایک برفانی طبقہ میں رہتے ہیں اسلیئے وہ نہلانے کا موقع کم پاتے ہیں یہانتک کہ اگر انکے ہاں سردی کے موسم میں بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اس کو مہینوں تک نہلانے

کے لیئے پانی نہیں ملتا۔ اسکیمو ماتا عموماً بچے کو جانوروں کی طرح زبان سے چاٹ کر صاف کرتی ہے۔ اسکیمو ایک خانہ بدوش قوم ہے وہ زیادہ تر اُس جگہ رہتے ہیں جہاں سیل یا سامن مچھلی زیادہ ہو سردی کے موسم میں جبکہ برف جمجاتی ہے وہ اپنا ڈیرا اٹھا لیتے ہیں۔ اور جہاں کہیں سیل یا مچھلی کا تازہ ذخیرہ ہو وہاں چلے جاتے ہیں۔ وہ ہرن کا شکار بھی کرتے ہیں۔ انکی خوراک سوائے سیل یا مچھلی یا ہرن کے اور کچھ نہیں وہ بعض اوقات سیل یا مچھلی کا ذخیرہ اپنے برف کے گھر میں جمع رکھتے ہیں جو کہ قحط کے دنوں میں یا خانہ بدوشی کی حالت میں کام آتا ہے۔ گوشت کے ٹکڑے یا مچھلی کے ڈھیر ہی ان کی جائداد ہے اور یہی انکے گھر کی پونجی سمجھی جاتی ہے عیسائی مشنریوں کے جانیسے پہلے وہ کپڑے کا نام تک بھی نہیں جانتے تھے لیکن اب مشنری لوگ وہاں پر کپڑے بھی لے گئے ہیں اور اسکیمو کے بہت سے ممبر جو عیسائی ہو چکے ہیں کوٹ پتلون ڈانٹے نظر آتے ہیں۔ عیسائی مشنری ان میں بڑی سرگرمی سے کام کر رہے ہیں۔ اور انکو مہذب بنا رہے ہیں۔ مشنریوں کی اس کوشش کا حال پڑھکر کئی دفعہ ہمارے دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم جو ویدک دھرم کو منش ماتر کے لیئے مانتے ہیں کیا ممکن ہے کہ کبھی ان اسکیمو کے اندر بھی ویدک دھرم کی روشنی پہنچ سکے اور ویدک مشنری وہاں جاکر کام کر سکیں اس سوال کے اُٹھنے کے ساتھ ہی کئی دوسرے سوال سامنے آجاتے ہیں اسکیمو لوگ گوشت خور ہیں۔ سوائے مچھلی سیل ہرن کے وہاں اور کوئی چیز پیٹ بھرنے کے لیئے نہیں ملتی ویدک دھرم اوپدیش دیتا ہے کہ ہنسا مت کرو۔ اگر ہم اسکیمو کو اہنسا کا اوپدیش کرتے ہیں تو وہ پھر پیٹ کس چیز سے بھریں۔ وہاں نہ اناج ہے نہ پھل پھول نہ قند مول۔ پھر خیال آتا ہی کہ ہمارے مشنری جو وہاں جانے کے لیئے طیار ہوں وہ نہ صرف اپنے لیئے اناج پھل پھول ساتھ لیجائیں۔ بلکہ جن لوگوں کو انہوں نے دھرم کا اپدیش دینا ہے۔ اور اہنسک بنانا ہے۔ انکے لیئے بھی اناج کا ذخیرہ ساتھ لیجائیں مگر یہ ناممکن ہے پھر ہم اُن میں

دہرم کا اوپدیش ایسے کریں ایک دور اندیش شخص یہ صلاح دیگا کہ انکو قطب شمالی سے اٹھا کر ہندوستان میں لے آنا چاہیئے کیونکہ یہاں اناج بہت کثرت سے ہے مگر یہ سوال کہ قطب شمالی کے باشندے ہندوستان کی گرم ہوا میں آکر زندہ رہ سکینگے یا نہیں ایک پیچیدہ سا سوال ہے دوسرے انکو وہاں سے یہاں تک لانیکے اخراجات کون برداشت کریگا۔ ممالک متحدہ کا ایک برہمن بول اُٹھیگا۔ کہ ویدوں کی بانی ہمارے لیئے ہی ہے کیونکہ یہی برہم ویش ہے پرماتما نے اسی ملک کے لیئے ویدوں کا پرکاش کیا ہے۔ جب قطب شمالی انسانوں کے رہنے کی جگہ ہی نہیں ہے تو جو لوگ وہاں جا کر آباد ہوں وہ مور کھ ہیں۔ انکو دھرم کا اپدیش دینا ہی فضول ہے یہ سب ہی کچھ سن لیا۔ ٹھوس سوال ہمارے سامنے یہ ہے۔ کہ آیا ہم اسکیمو کو ہنسک کہ سکتے ہیں یا نہیں آیا اسکیمو کا سیل مچھلی وغیرہ کھانا ہنسا میں شامل ہے یا نہیں اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ جن حالات میں اسکیمو رہتے ہیں خصوصاً اُس صورت میں جبکہ وہاں پر نہ اناج ہو۔ نہ پھل پھول نہ قند مول اور سیل مچھلی وغیرہ وہ کسی لذت کے لیئے یا کسی عیش و عشرت کے لیئے نہ کہاتے ہوں بلکہ ان کی زندگی کا مول ادھار ہی یہ چیزیں ہوں آیا اس صورت میں ہم اسکو ہنسک کہ سکینگے۔ یا نہیں اگر انکا یہ طرز زندگی ہنسا میں شامل نہیں ہے۔ تو ہم کھلے ہاتھوں ان میں ویدوں کا پرچار کر سکتے ہیں لیکن اگر ہم انکے اس طرز زندگی کو ہنسا میں شامل کرتے ہیں تو وہ اسوقت تک ویدک دہرم سے قطعی محروم رہینگے جب تک کہ قطب شمالی کی تمام برف کو ہٹا کر وہاں پر اناج وغیرہ پیدا کرنیکا سامان نہ کیا جائے تاہم بذریعہ ریل یا جہازوں کے وہاں پر اس قدر اناج نہ پہنچاویں کہ جس کے ہوتے ہوئے ان کو سیل مچھلی وغیرہ کی ضرورت نہ رہے کیا کوئی وچار وان پرش اسکیمو کی زندگی کو ہنسا یا اہنسا یکت سدہ کرنے کے لیئے ایکتی سے اتر دینے کے لیئے آگے آیگا؟

الاخوۃ

انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم ۵ الآیۃ مومن آپس میں بھائی ہیں پس بھائی بھائی مل بیٹھیں ؎

قبل از بعثت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی جو حالت تھی۔ وہ اہلِ تاریخ سے پوشیدہ نہیں عرب کے باہم تباغض وتحاسد کا کون اندازہ کرسکتا ہے انکی دشمنی کی مثال کہاں ملسکتی ہے۔ ان کی خانہ جنگیوں سے کون واقف نہیں۔ اگر ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ سے کسی بات پر خواہ وہ کیسی ہی خفیف کیوں نہ ہو اڑ بیٹھتا تو مدتوں تک دشمنی کی آگ فرو نہ ہوتی۔ ہر ایک دوسرے کے خون کا پیاسا رہتا۔ دوسرے پر طعن وتشنیع۔ نوک جھوک۔ انکا ایک دلی لگن کا کام تھا۔ حسد بغض کینہ ان کی پسندیدہ عادات تھیں۔ غرض ان کے اخلاق ایسے بُرے اور گھناؤنے تھے کہ جن کے خیال سے بھی بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ؎

دوسرے ملکوں کی حالت بھی سخت تاریک تھی۔ ہر ایک قوم تنزل کے گڑھے میں اُتری ہوئی تھی نصارٰی یہود مجوس ہندو تمام کمینہ عادات اور فضول رسموں میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ اپنی کتابوں اور شریعتوں سے بیگانہ اور دور پڑے تھے۔ قرآن کریم نے ظہر الفساد فی البرّ والبحر کے بیّن فقرہ سے تمام دنیا کی حالت کا نقشہ کھینچدیا ہے ایسے تاریک زمانہ میں اخوت جیسی

گراں بہا چیز دنیا سے مفقود ہو چکی تھی۔ لڑائی ہنگامے برپا۔ تمدنی برکات معدوم اور نا معلوم تھیں ایسے وقت میں آسمان سے ایک نور اُترا۔ اُس نور نے علاوہ انسانیت سکھانیکے تمام دنیا کو یہ آواز دی۔ کہ قولوا للناس حسناً ط یعنے بنی نوع انسان کیساتھ مکالمہ اور مخاطبہ میں نیکی کا پہلو اختیار کرو۔ اور اس کی زندہ مثال اس پاک جماعت میں جسکو قرآن کریم نے مومن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے قائم کر کے دنیا میں ایک نمونہ پیش کیا۔ اور ان عرب کے جاہلوں میں جن کی جہالت ضرب المثل تھی۔ الاخوۃ کا رشتہ جوڑا۔ اور انکے تفرقہ کو ایسا مٹایا کہ اس کی نظیر کسی ریفارمر کے حالات میں نہیں ملتی یہ تعلیم دیکر مدتوں کے کینوں کو جلا دیا اور دیرینہ بغضوں اور حسدوں کو اٹھا دیا اور خاندانی اور قدیمی دشمنیوں اور لڑائیوں کو صلح اور امن سے بدل دیا۔ قرآن شریف خود اس کی نسبت فرماتا ہے فاذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا ط یعنے اللہ کے اس احسان کو یاد کرو کہ پہلے تم ایکدوسرے کے دشمن تھے پھر ہمنے تم پر یہ احسان کیا کہ تالیف قلوب کی اور اب تم بھائی بھائی بنگئے۔ پس وہ نبی لاکھوں صلوٰۃ کا مستحق ہے جس نے حیوان بسیرت انسانونکو با اخلاق اور باخدا انسان بنا دیا۔

عزیزان! ہم مسلمانوں کو اس نعمت عظمیٰ یعنی اخوت کی دل سے قدر کرنی چاہیئے۔ اور اس تعلیم پر کاربند رہنا چاہیئے جس کی تاکید قرآن شریف نے کی اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو صلح اور آشتی کا نمونہ دنیا میں بنا کے چھوڑا ہے اور قرآن شریف نے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کا تمغہ ہمارے زیب تن کیا ہے۔ پس اسلام میں پہلا اصول جو ہمیں مدنظر رکھنا چاہیئے وہ یہی ہے کہ ہم تمام دنیا کے ساتھ اخلاق کیساتھ پیش آویں اور خصوصیت کیساتھ ہم مومنین کو اپنا

بھائی سمجھیں اور سختی اور درشتی کے کلمات کو چھوڑ کر رحمت اور شفقت کو اپنا طریق بنائیں تاکہ ہم حسب ارشاد خداوندی محمدٌ رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار ورحماء بینہم دعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہو سکیں اور ہم حقیقی طور پر محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھی کہلائیں۔ ہم کسی سے حسد نہ رکھیں کیونکہ حسد جیسا کہ حدیث میں وارد ہے انسان کے اعمال کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسا کہ لکڑی کو آگ ہم سب ایک خدا کے پرستار ایک نبی کے پیرو اور ایک ہی کتاب کے حامل ہیں پس کیا یہ کم تعلق ہے کیا یہ تھوڑا رشتہ ہے جو ہم میں ہو۔

عزیزان! ہماری کامیابی ہماری دین و دنیا کی بہتری اسی امر میں مرکوز ہے۔ کہ ہم آپس کے سلوک ایسے رکھیں جو حقیقی طور پر برادرانہ سلوک کہلا سکیں جس طرح ایک کنبہ کے ممبر آپس میں ہمدردی رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی ہوا خواہی کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم مسلمانوں کو ایکدوسرے کا ہمدرد اور ہوا خواہ رہنا چاہیئے۔ اگر ہم ایسا کرینگے اور قرآن شریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہم اخوت کو برقرار رکھیں گے تو۔ اللہ تعالیٰ کے بہت بہت فضل ہم پر ہونگے۔

عزیزان! وہ کونسی چیز تھی جس نے صحابہ کرام کو دنیا کا آفتاب بنا دیا۔ وہ کونسی طاقت تھی جس نے اسلام کے دشمنوں کی جمعیت کو پراگندہ کر دیا وہ کونسی قوت تھی جس نے اسلام کو دنیا کا فاتح بنا دیا وہ یہی اخوت تھی کہ حضرت معاویہ رضؓ کو باوجود اس کے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے دنیاوی امور میں ایک گونہ اختلاف تھا مگر جب ایک غیر مسلم دشمن نے انکے ساتھ حضرت علی کے خلاف سازش کرنی چاہی تو حضرت معاویہ نے صاف کہدیا کہ دشمن مجھکو اور حضرت علیؓ کو دو نہ سمجھے اگر وہ علیؓ کے خلاف حملہ آور ہوگا۔ تو پہلا جرنیل جو حضرت علی رضؓ کی طرف سے نکلیگا وہ معاویہ ہی ہوگا سبحان اللہ! کیا غیرت تھی اور کسقدر احساس تھا۔ الاخوۃ ط

ایک اور ارشاد خداوندی کو سنو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فاعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا یعنی اللہ کی رسی کو سب ملکر پکڑے رہو اور تفرقہ اندازی مت کرو وہ اللہ کی رسی کیا ہے؟ وہ الاخوت ہی ہے جس پر کاربند رہکر اسلام ایک مدت تک ایسی سرعت سے سرسبز ہوا۔ کہ دوسری اقوام میں اس کی نظیر ملنی مشکل ہے مگر افسوس جیسا کہ مقدر تہا اسلام میں پھر تفرقہ پڑنا شروع ہوا۔ جسکا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ آپس میں حسد اور دشمنی پیدا ہو گئی۔ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کو کافر اور قابل قتل تبلانے لگا۔ آہ! وہ اخوت دلوں سے ایسی پھوٹ کر گویا کبھی سنی ہی نہیں تھی۔ آہ! وحدت کی جگہ پھوٹ نے لے لی اخوت کی جگہ کینہ اور بغض اور حسد اور دشمنی نے لے لی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی قوت گھٹتے گھٹتے ضعیف ہو گئی۔ اور وحدت کی روح نکل گئی۔ مسلمانوں کی طاقت آپس میں ہی حملہ کرنے میں صرف ہونے لگی۔ الغرض نااتفاقی اور اخوت کے عدم احساس نے اسلامی طاقت کو کمزور کر دیا۔ اور دشمن نے کمزور سمجھکر اپنا وار شروع کر دیا۔ آہ! وہ جمعیت نہ رہی وہ وحدت نہ رہی دشمن کا اندفاع کیونکر ہو۔ ؎

اگر بھولتے ہم نہ قول پیغمبر ❊ کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر
برادر رہے جب تک برادر کا یاور ❊ معین اسکا ہو خود خداوند داور
تو آتی نہ بیڑے پہ اپنی تباہی ❊ فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

قرآن کریم کا وعدہ تہا کہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ط ذکر سے مراد خواہ قرآن کریم ہو خواہ اسلام ایک ہی بات ہے پھر فرمایا لیستخلفنھم فی الارض یعنی ہم مومنوں کو جنکا ذکر اس آیت میں ہے اپنا خلیفہ کرتے رہیں گے پس ان خلفاء کے ذریعہ سے اس ذکر کی حفاظت عمل میں آتی رہی مگر اخیر زمانہ جسکو دجالی زمانہ یا شیطانی زمانہ کہنا چاہیئے اس کی خبر بھی قرآن کریم اور احادیث میں مذکور تھی یہ وہی زمانہ ہے کہ جس میں پھر نئے سرے سے وہی تباغض اور تحاسد ہر ایک قوم میں اور وہی دشمنی اور اختلاف

نور کیساتھ موجزن ہوگئے اور مسلمانوں میں بھی۔ الاخوۃ کا رشتہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ پس خداوند کریم نے اپنے وعدہ حفاظت کو مدنظر رکھکر ہم میں ایک خلیفہ بھیجا اور اس نے اس رسمی اخوت کو نئے سرے سے گانٹھا یعنی احمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مرزا غلام احمدؑ (علیہ الصلوٰۃ والسّلام) کو ایسے پر آفت زمانہ میں مبعوث فرمایا جس کی بعثت سے ہمیں وہی زمانہ یاد آگیا کہ کس طرح عرب کی سرزمین کے دشمن آپس میں بھائی بھائی بنگئے اس امام کامگار نے اخوت کی جڑ کو پھر مضبوط کیا۔ شیعہ سنی۔ مقلد۔ غیر مقلد خارجی ملامتی وغیرہ تمام فرقوں کو ایک دین کی طرف دعوت فرمائی اور انکے تفرقات مٹا کر سب کو ایک جھنڈے کے ماتحت کھڑا کرلیا۔ اور ان میں اخوۃ کی وہ روح پھونکی اور ان میں ایسا قوی اتفاق پیدا کردیا۔ اور آپس میں ایسی محبت سکھائی کہ جس کی دنیا گواہ ہے اور اپنی وفات کے بعد بھی اسبات کا ثبوت دیدیا۔ کہ وہ پاک وجود دنیا میں وحدت لیکر آیا تھا۔ اور اسلئے اسکے ایک خلیفہ پر تمام جماعت متفق ہوگئی ؏

ہمیں ان بد اندیش مخالفین پر افسوس آتا ہے جو باوجود اسبات کے ہونیکے کہ اُس پُرنور انسان کے اٹھجا نیکے بعد بھی اسکی جماعت میں اُسی طرح الاخوت کا رشتہ قائم رہا جس طرح کہ آنحضرت صلعم کے صحابہ میں قایم رہا پھر بھی وہ اس پاک انسا نکی تکذیب کرتے ہیں۔ اور سوال کرتے ہیں کہ اس نے دنیا میں آکر کونسا اہم کام پورا کیا۔ ہم انکو للکار کر کہتے ہیں۔ کہ اسنے الاخوۃ کو جو دنیا میں اور خصوصاً مسلمانوں میں گم ہو چکی تھی۔ از سر نو قائم کردیا۔ وہ کونسی چیز ہے جس نے چار لاکھ انسانوں کی نظروں کو نور الدینؓ (فداہ روحی) کے قدموں پر بچھا دیا۔ وہ کس کی تعلیم ہے کہ باوجود اپنی عدم موجودگی کے اپنے متبعین میں وہ جوش پیدا کردیا کہ وہ قادیان کی آواز کے سامنے اپنے دور و دراز دیار و امصار میں انکی سرونکو جھکا دیتے ہیں ایک کالج سٹوڈنٹ اپنے پرنسپل کی

ایک کلرک اپنے آفیسر کی اور ایک محکوم اپنے حاکم کی بطیب خاطر اسواسطے فرمانبرداری کر رہا ہے کہ اسکو قادیان کے خلیفۃ اللہ و خلیفۃ المسیح نے اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دے رکھا ہے اس جماعت میں کیا عجیب جذبہ ہے کہ وہ اپنے اندرونی اور بیرونی معاملات کو محض خدا کے لیئے خلیفہ برحق کے ہاتھ میں دے چکے ہیں۔ پس جو لوگ تفرقہ اندازیکا الزام اس پاک وجود پر لگاتے ہیں۔ وہ بتلائیں کہ یہ اخوت ہے یا تفرقہ۔ یہ جمعیت ہے یا پریشانی یہ اسلام ہے یا کفر یہ نور ہے یا تاریکی ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ٭ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اگر یہ تفرقہ ہے تو دنیا میں کوئی نبی یا رسول یا امام بتاؤ۔ جس نے ایسا تفرقہ نہ ڈالا ہو۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اسلام میں آگئے اور اور اخوت کو قائم رکھا۔ بدنصیب ہیں وہ جو الگ رہے ہم خدا کے فضلوں کے ناامید نہیں ضرور ہے کہ قوم سمجھے کہ اس اخوت میں کیا میٹھے پھل لگتے ہیں۔ اور کیسی کیسی سعید روحیں اس سلسلہ میں منسلک ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ فقط

محمد مرتضیٰ خاں عنبر از پٹیالہ

حضرت فاروق اعظم کے اقوال

۱۔ طمع فقر ہے اور قناعت غنا ہے

۲۔ جو کلمہ تیرے مسلمان بھائی کے منہ سے نکلے جب تک تو اسکا اچھا محل پا سکتا ہو اسکو شرارت نہ خیال کر

۳۔ برے آدمیوں کے ملنے سے ہجرت کرنے میں آرام ہے۔

۴۔ میں پسند کرتا ہوں کہ ایک آدمی اپنے کنبہ میں بچہ کی طرح ہو اور جب کاروبار میں ہو تو مرد کی طرح۔

۵۔ اے لوگو! علم کا حاصل کرنا لازمی سمجھو یہ ایک چادر ہے جو خدا طالب علم کو اڑھاتا ہے

۶۔ اس شخص پر خدا رحمت کرے جو اپنے بھائی کو اسکے عیبوں سے مطلع کرتا ہے۔

۷۔ جو شخص طمع اور حرص اور غضب سے بچا اسنے نجات پائی۔

۸۔ احمق کی دوستی سے بچنا چاہیئے جو نفع کے ارادہ سے نقصان کر بیٹھتا ہے۔

(۹) قوت فی العمل یہ ہو کہ آجکا کام کل پر نہ چھوڑا جاوے امانت یہ ہے کہ باطن ظاہر کے خلاف نہو۔

پرہیزگاری بچنے کا نام ہے۔ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اسے بچاتا ہے۔

ماہِ رواں کے اہم واقعات

انقلاب پرتگال

اس مہینے کے اہم واقعات میں سے پرتگال کا انقلاب ہے جہاں ہولناک خونریزی کے بعد جمہوری سلطنت قائم ہوگئی ہے اور ۵۔ اکتوبر کی صبح کو لزبن پایہ تخت پرتگال میں جمہوری سلطنت کا جھنڈا لہرانے لگا۔ فساد کی ابتدا جمہوری سلطنت کا مطالبہ کرنیوالی پارٹی کے ایک ممبر کے قتل سے ہوئی۔ اس قتل کو بادشاہ کی تحریک اور سازش کا نتیجہ قرار دیکر آتشِ فساد مشتعل کردیگئی۔ اور بالآخر کشت وخون تک نوبت پہنچی اور بادشاہ کو محل چھوڑ کر بھاگنا پڑا لزبن میں جمہوری سلطنت کا آغاز شروع ہوا۔ سیز بریگا پہلا پریزیڈنٹ جمہوریت کا منتخب ہوا لزبن کی سرزمین وقتاً فوقتاً خون کی ندیوں سے سیراب ہوئی ہے ۷۱۱ء میں مسلمانوں نے اس پر قبضہ کیا۔ اسکے بعد چار سو برس تک مسلمان اس پر حکمران رہے اسکے عہد کی ترقیوں کا ذکر اب محض فسانہ ہوگیا ہے پھر ۱۱۴۷ء میں انفلیسو لاں نے مسلمانوں سے فتح کیا۔ اور پرتگیزوں کو دیدیا۔ ۱۳۷۳ء میں کیسٹھن فوج نے اسے جلا کر خاک سیاہ کردیا۔ ۱۳۸۴ء میں پھر اسی فوج نے محاصرہ کیا۔ سنہ ۱۶۴۰ء میں موجودہ خاندان کے بانی کے قبضہ میں آیا۔ ابتک بہت سے انقلابات ہوئے۔ مگر ۵۔ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء کو جمہوریت کا پھریرا لہرانے لگا۔ سچ یہ ہے کہ بقا صرف اللہ ہی کے لئے ہے۔ باقی تمام اشیار توڑتا کے زبردست ہاتھ کے نیچے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے حکومت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے تاجداروں کے لئے یہ صدی انقلاب کی صدی ہے ایران اور روم میں جو انقلاب ہوچکا ہے اسے لوگ بھولے نہیں کوریا کا الحاق ابھی ہوا ہے چین میں بھی دستوری حکومت کے آثار نظر آرہے ہیں افغانستان کی سازش کا راز افشا ہوگیا۔ غرض ہر طرف **انقلاب انقلاب** کی آوازیں ہیں خدا رحم کرے۔ (آمین)

ہندو کانفرنس کا اجلاس

ہندو کانفرنس کا اجلاس دسہرہ کے ایام میں بمقام ملتان ہوا جس سے ہندو قوم کی بیداری کا پتہ لگتا ہے ہزاروں وکلائے قوم شریک ہوئے اپنے حقوق کی حفاظت کے لیئے ہر قسم کی تقریریں اور تجویزیں ہوئیں پریزیڈنٹ سکھ قوم کا ایک مشہور لیڈر تھا۔ اگرچہ بعض سکھوں نے اسکو ناپسند کیا کانفرنس میں بہت سے ریزولیوشن پاس ہوئے جن میں قومی اتحاد صنعت وحرفت کے سوال کے علاوہ سنسکرت۔ ہندی اور پنجابی کی ترقی اور ہندو تہواروں میں دلچسپی پیدا کرنے کے ریزولیوشن خاص اہمیت رکھتے ہیں اور ہندو شاستروں کی کتھاؤں کا سلسلہ بھی جاری کرنا مقصود ہے ہم ان تجاویز پر کوئی رائے زنی کرنیکی ضرورت نہیں سمجھتے۔ صرف مسلمانوں کو آگاہ کرتے ہیں۔ کہ کیا وہ بھی اپنی مذہبی اور قومی زبان عربی کی ترقی کے لیئے کوئی قدم اٹھائیں گے؟ مسلمانوں میں اتحاد اور ان میں صنعت وحرفت کا مذاق پیدا کرنیکی کوشش کرینگے؟

کانپور مدرسہ الٰہیات کا سالانہ جلسہ

کانپور کے مدرسہ الٰہیات کا سالانہ جلسہ دینی تقریبوں میں سے قابل قدر تقریب ہے۔ سات فارغ التحصیل طلباء کو سندات دی گئیں۔ سات ہزار چندہ ہؤا۔ صاحبزادہ آفتاب احمد خان کی صدارت میں جناب خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر چیف کورٹ کا لیکچر ہؤا۔ جس نے احمدیہ سلسلہ کو کانپور میں، اپنے کام کے لحاظ سے معروف کرادیا۔ ایسے تعلیم یافتہ لوگوں کی ضرورت ہے جو خدمت دین کے لیئے اپنے قلم اور زبان سے کام لیں۔ اور ایسے مدرسوں کی حاجت ہے۔ جہاں سے ایسے لوگ طیار کئے جاویں جو خدمتِ دین کرنے کے لیئے نکلیں ٭ مدرسہ احمدیہ قادیان پر قوم کی نظر ہے۔ اور وہ امید کرتی ہے کہ خدا کے فضل سے ایسے لوگ یہاں سے نکلیں گے؛

انجمن تشحیذ الاذہان کی ماہوار رپورٹ

اس سے پہلے یہ التزام نہیں تھا۔ کہ انجمن کی ماہوار رپورٹ رسالہ میں شایع ہوا کرے مگر آیندہ کے لیے مجلس ناظم کے پیش نظر یہ معاملہ ہے۔ کہ انجمن کے متعلق نوجوانوں میں عام دلچسپی اور مذاق پیدا کرنے کے واسطے ماہوار رپورٹ شایع ہوتی رہے۔

اسی خیال سے یہ رپورٹ پیش کیجاتی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ ناظرین رسالہ اپنی راؤں سے آگاہ کرینگے۔ عام طور پر انجمنوں اور سوسائیٹوں کے کام میں ایک نقص یہ پیدا ہو رہا ہے۔ کہ انجمنیں اپنے نقایص اور کمزوریوں کی پردہ پوشی کی کوشش کرتی ہیں۔ اور بیرونی دنیا کو ایک حد تک تاریکی میں رکھتی ہیں۔ انجمن تشحیذ اس مسلک کو قطعاً اختیار کرنیکے لیئے طیار نہیں۔ اسلیئے اس کی ماہوار رپورٹ اگر دلچسپ اور شاندار نہ ہو تو وہ اس کی پرواہ نہ کریگی۔ بلکہ اس کی جو کچھہ بھی حالت ہو وہ اسے پبلک کرنے کے لیئے ہر وقت آمادہ ہے پس ہمارے ناظرین بجائے اسکے کہ ہم شاندار اور فوق البھڑک الفاظ میں محض نام کے لیئے شایع کریں اسکو غنیمت سمجھینگے۔ کہ ہمیں کام مطلوب ہے۔ اور دورنگی اور خود نمائی کی ضرورت نہیں۔

عام حالت انجمن تشحیذ الاذہان حضرت مسیح موعود مغفور کے حکم و ایماء کے ماتحت اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی سرپرستی کے نیچے قائم ہو کر اپنا کام خاموشی سے کر رہی ہے۔ جیسا کہ علی العموم انجمنوں کے ابتدا میں جوش ہوتا ہے اس کے بانی حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب سلمہ اللہ الاحد میں تو وہ جوش اسی طرح قایم ہے۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ممبروں میں وہ جوش باقی نہیں یا یہ کہنا چاہیئے۔ کہ تشحیذ الاذہان

کے ممبر اسوقت حالت جمود میں ہیں۔ جو افسوسناک امر ہے۔ باوجودیکہ ان میں تازہ خون ہے اور وہ نوجوان ہیں مگر انجمن کے کاموں میں انکی عدم دلچسپی قابل اعتراض ہے۔ انجمن نوجوانوں میں احساس اور بیداری پیدا کرنا چاہتی ہے۔ خود اس کے اپنے ممبر جب مست خواب گراں ہوں تو پھر وہی بات ہوگی خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

جدید ممبروں کی درخواستیں آتی رہی ہیں اس مہینے میں بھی چند نوجوان شامل ہوئے ہیں مگر ضرورت ہے۔ کام کرنیوالے لوگوں کی

پس انجمن کی عام حالت جہاں تک ممبروں کی دلچسپی سے وابستہ ہے حالت جمود کا حکم رکھتی ہے۔

ایسا ہی ممبرانِ انجمن چندہ دینے میں بھی سست ہیں انجمن کی ماہوار رپورٹیں خدا کے فضل سے انکو بیدار کرنے کا ذریعہ ہوسکیں تو کیا عجب ؟

کتب خانہ انجمن کے متعلق ایک کتبخانہ ہے قادیان سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز ہے۔ اور اس جگہ ایک ایسے کتبخانہ یا لائبریری کی ضرورت ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود مغفور کی کل تصنیفات اور دوسری مذہبی اور علمی کتابیں جمع رہیں۔ اور واردین صادرین انسے فائدہ اٹھاتے رہیں اسی مقصد کو مد نظر رکھکر یہ کتب خانہ قائم کیا گیا ہے اس کتبخانہ کی سرپرستی عملی رنگ میں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے فرمائی اور اپنے کتبخانہ کا بہت بڑا حصہ آپ نے اس کتبخانہ کو عطا فرمایا۔ اور آپکے تتبع پر حضرت حکیم فضل دین مرحوم نے بھی بہت سی کتابیں دیں اور بھی بعض احباب نے کتابیں تو عنایت کردی ہیں۔ مگر سچ یہ ہے۔ کہ کتبخانہ کی حالت بھی ہنوز روز اوّل ہے جب تک خانصاحب محمد اکبر شاہ خان نجیب آبادی جو افسر کتبخانہ تھے شہر میں رہے وہ کتبخانہ ہی میں رہتے اور کتابوں کی ترتیب و اصلاح کے کام میں لگے رہتے تھے مگر جب سے بورڈنگ کا کچھ حصہ باہر چلا گیا ہے۔ کتبخانہ کی حالت قابل توجہ ہو رہی ہے اور وہ ایسے نوجوانوں کی خدمات چاہتا ہے۔ جو اس سے پوری

دلچسپی لے۔ کتبخانہ میں بہت سے اخبارات آتے ہیں مگر محرر منیجر کے تغیر و تبدل کے ساتھ ان کی اصلاح اور ترتیب بھی محتاج اصلاح ہے۔

رسالہ۔ رسالہ کے خریداروں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے اور مجلس ناظم اس کی بہتری اور دلچسپی بڑھانے کی فکر میں ہے۔ رسالہ کے لیئے مستقل طور پر ایک سب ایڈیٹر کی تلاش درپیش ہے اس رسالہ کی ایڈیٹری کا کام آنریری ہو سکتا ہے بشرطیکہ اہل قلم نوجوان توجہ کریں۔ انجمن تشحیذ کے ممبروں میں قابل گریجویٹ انڈر گریجویٹ مدرس اور طالب علم ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ اور تعجب ہوتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ دو اڑھائی جزو کے ماہوار رسالہ کے لیئے مضمون بہم پہونچانے میں دقت ہوتی ہے ممبران انجمن اگر توجہ کریں اور وہ اپنے فرض کو شناخت کریں تو رسالہ نہایت قابلیت سے ایڈٹ ہو سکتا ہے۔ اس مذاق کو پیدا کرنیکے لیئے خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اس رسالہ کو ترتیب دیا ہے اسلیئے کہ وہ بھی اس انجمن کا ممبر ہے اور اسکا بھی فرض ہے کہ وہ عملی رنگ میں حصہ لے۔ بہرحال اگر رسالہ کو مفید اور دلچسپ بنانے کے لیئے ممبران انجمن اس میں مضامین لکھیں تو یہ رسالہ سکولوں اور کالجوں میں مفید اور مقبول ہو سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ رسالہ کی اشاعت نو سو کے قریب ہے۔ اور کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ اس سال کا آخری نمبر کم از کم بارہ سو شایع ہو۔ ایک ہزار طبع ہوتا ہے۔

مجلس ناظم۔ انتظامی امور کے لیئے ایک مجلس ناظم مقامی ممبراں کی تجویز ہوئی ہے اس کے قواعد عنقریب شایع کر دیئے جائیں گے اور اس طرح پر انجمن کی کانسٹیٹیوشن میں یہ تغیر کیا گیا ہے۔ کہ ایک کونسل ٹرسٹیاں رہے گی اور ایک اس کے ماتحت مجلس ناظم یا کارکن کمیٹی۔

عہدہ داران میں بھی مناسب تغیر و تبدل ہوا ہے آیندہ سیکرٹری میر محمد اسحاق صاحب مقرر ہوئے ہیں اور محاسب شیخ محمد تیمور صاحب ایم۔ اے اور ناظر ماسٹر محمد دین صاحب بی اے

ایسا ہی انجمن کے حسابات کی پڑتال کے لیے صدر انجمن احمدیہ کے سپرنٹنڈنٹ دفاتر ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے درخواست کیگئی ہے کہ وہ تشحیذ کے دفاتر کی بھی پڑتال کیا کریں جو انھوں نے منظور کر لیا ہے؛

ممبران انجمن کو اطلاع بالآخر ممبران انجمن کی خدمت میں التماس ہے کہ اخیر دسمبر ۱۹۱۰ء تک جس جس قدر چندہ ممبری کسی کے ذمہ باقی ہے اس کے لیئے نومبر ۱۹۱۰ء کا پرچہ انکے نام وی۔پی کیا جائیگا اور آئندہ جنوری کا پہلا پرچہ چندہ ممبری کے لیئے بھیجدیا جایا کریگا۔ تاکہ بقایا کا جھگڑا نہ رہے بقایا رہنے کیوجہ سے دفتر میں ایسا کام بڑہجاتا ہے جو دوسرے ضروری اور مفید کاموں سے روک دیتا ہے؛

ممبران انجمن کے متعلق

مذاہب غیر کی تنقید و تحقیق تشحیذ الاذہان کے مقاصد میں یہ امر داخل ہے۔ کہ جہاں وہ اسلام کی خوبیوں سے آگاہ کرے وہاں ان اعتراضات کا بھی جواب دے جو اسلام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن کریم پر یا سلسلہ عالیہ احمدیہ پر کیئے جاتے ہیں ایسا ہی یہ بھی ضروری ہے کہ وقتاً فوقتاً دوسرے مذاہب باطلہ پر تنقیدی نوٹ یا ایسے سوالات اور اعتراضات اس میں شایع ہوتے رہیں جن سے پڑہنے والوں کو دوسرے مذاہب کی حقیقت اور کمزوری کا علم ہو جاوے اسی ضمن میں ایسے مضامین بھی آسکتے ہیں۔ جو اسلام اور دوسرے مذاہب کے مقابلہ پر مشتمل ہوں۔ رسالہ تشحیذ الاذہان بڑی خوشی سے اس قسم کے مضامین کو چھاپنے کے لیئے طیار ہے۔ مگر لکھنے والوں کے لیئے مندرجہ ذیل ہدایات کا دیا جانا ضروری ہے۔

اول ایسے تمام مضامین معقولیت اور متانت سے لکھے جاویں۔

دوم ۔ طرزِ تحریر سادہ اور سلیس ہو اور مشکل سے مشکل مسایل کو عام فہم بنانے کی کوشش کی جاوے اور کوئی درشت اور ناسزا جملہ یا نظر کسی مذہب کے ہادی یا بزرگ کے متعلق استعمال نہ کیا جاوے ۔

سوم ۔ اس قسم کے مضامین حاشیہ چھوڑ کر لکھے جادیں تاکہ اگر ایڈیٹران میں کسی اصلاح اور ترمیم کی ضرورت سمجھے تو آسانی سے کر سکے ۔ اور اسے اختیار ہوگا کہ ایسا کرے ۔

چہارم ۔ کوئی مضمون رسالہ کے آٹھ صفحہ سے زیادہ نہ ہو ۔ کیونکہ اس مقصد کے لیئے رسالہ کے زیادہ سے زیادہ آٹھ صفحے مختص ہو سکتے ہیں ؛

پنجم ۔ ایسے تمام مضامین کے لفافہ پر موٹی قلم سے تنقید و تحقیق لکھدینا چاہیئے ۔
امید ہے ممبران تشحیذ الاذہان اپنے معلومات کے وسیع کرنے کے لیئے اس دلچسپ مقابلہ میں حصہ لیں گے ؛

اسی سلسلہ میں اس امر کا ذکر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اگر ممبران انجمن تشحیذ توجہ کریں اور پسند کریں تو انجمن تشحیذ الاذہان کے متعلق ایک شعبہ تصنیفات و تالیفات کا بھی ہو سکتا ہے اور اچھے اچھے قابل بزرگواروں کی تصانیف جو حقایق الاسلام یا تردید مذاہب باطلہ کے متعلق ہوں عمدہ اور خوشخط چھپوا کر شایع کیجادیں جس میں وقتاً فوقتاً چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ اور اشتہارات بھی ہوا کریں جیسا کہ اس سے پہلے بعض پمفلٹ مثلاً رسالہ نجات یا اشتہارات وغیرہ شایع ہوئے ہیں ایسے اشتہارات اور رسالجات کی اشاعت نوجوانوں میں مذہبی دلچسپی پیدا کرنے والی ہوگی ۔ اور انجمن اور رسالہ تشحیذ الاذہان کا کام موجودہ حالت سے زیادہ وسیع ہو سکے گا ۔ یہ وقتی ضرورتیں ہیں اور محض رسالہ میں چھاپ دینے سے یہ غرض نہیں کہ ابھی عملدرآمد بھی شروع ہو گیا ہے ۔ بلکہ یہ ایک ضرورت ہے ۔ جو ممبرانِ انجمن کے سامنے پیش کیگئی ہے اگر ممبران انجمن اسکو مفید اور ضروری سمجھیں تو وہ اپنی رایوں سے اطلاع دیویں تاکہ باضابطہ اس تحریک کو انجمن میں پیش کیا جاوے اور

اگر اسے غیر مفید قرار دیا جاوے تو اسے چھوڑ دیا جاوے۔ یا ملتوی کیا جاوے کسی امر کو ضروری قرار دینے کے بعد دوسرا سوال اس کی عملی صورت اختیار کرنے کے متعلق ہوتا ہے۔ پس پہلے ہی اس کے مشکلات کا اندازہ کرنا غلط راہ ہے۔ جو علی العموم کسی امر کے فیصلہ میں اختیار کیجاتی ہے کہ چونکہ اس میں یہ اور وہ مشکلات ہیں لہذا اس کو چھوڑ دینا چاہیئے یہ کم ہمتی اور ضعف حوصلہ کا نشان ہے۔ اصل سوال جو ہر امر کے متعلق سب سے اول طے ہونا چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ کیا یہ **ضرورت ہے یا نہیں؟** اگر **ضرورت** ہے فیصلہ ہو تو پھر اس کے پورا کرنے کی کوشش شرط ہوتی ہے پس ان ہر دو امور کے متعلق ممبران انجمن اپنی اپنی رائوں سے اطلاع دیں تاکہ بعد غور انہیں کسی مناسب صورت میں انجمن کے سامنے رکھا جاوے۔

انجمن تشحیذ کا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ انجمن کا ہمیشہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ہوا کرتا ہے۔ اور اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کرنا غیر ضروری ہے۔ البتہ ایک امر قابل غور ہے کہ اگر انتظامی امور کے لیئے ایک جلسہ ممبران انجمن کا جو آیندہ گویا کونسل ٹرسٹیان کے ممبر ہونگے اس سالانہ اجتماع سے پیشتر کسی موقعہ پر ہو کر بجٹ وغیرہ ضروری امور پر بحث ہو جایا کرے تو شاید زیادہ مفید ہو سکے۔ ابھی تک سالانہ جلسہ کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ کب ہو اگر سال گذشتہ کی طرح ایسٹر کی تعطیلات میں ہوا تو کرسمس کی تعطیلات میں انجمن تشحیذ اپنے مالی اور انتظامی معاملات پر غور کرنے کے لیئے موقعہ نکال سکتی ہے اور اگر دسمبر ہی میں جلسہ ہو تو پھر آیندہ اس سوال پر غور کرنا ہوگا۔

اقتباس

فرمودہ امیر المومنین

الفقراء۔ محتاج جس کے پاس ضرورت صحیحہ کے لیئے کچھ نہ ہو۔ مثلاً کسی شخص نے ریل کا ٹکٹ لینا ہے۔ مگر اتفاق سے اس کے پاس چند پیسے کم ہیں۔ اور وہ اس کے بغیر جہاں جانا چاہے نہیں جا سکتا۔

المساکین۔ جو کما تو سکتا ہے۔ مگر اس کے پاس سامان نہیں مثلاً کوئی جلد ساز ہے وہ سب اسباب نہیں رکھتا جس سے اپنی دکان کھول سکے۔

والعاملین علیہا۔ صدقات کے انتظام و وصولی کے لیئے جو محکمہ ہو اس کے ملازموں کی تنخواہ۔

والمؤلفۃ قلوبہم۔ اس مد کو بعض علماء نے غلطی سے اڑا دیا ہے۔ حالانکہ یہ بہت ضروری ہے۔ مثلاً کوئی آریہ یا عیسائی تحقیق دین کے لیئے آتا ہے۔ اب اس کے لیئے مکان خوراک وغیرہ کی ضرورت ہے (یا کوئی نومسلم ہے ابھی وجہ معاش کے لیئے کچھ مشکلات ہیں)، اسی مد سے خرچ کیا جاویگا۔

وفی الرقاب۔ غلاموں کو آزاد کرنیکے لیئے کوئی مذہب سوائے اسلام کے نہیں جس نے غلاموں کی آزادی کے لیئے باضابطہ طور پر ایک حصہ رکھا ہو میں نے اب بھی کچھ روپیہ اس مد کے لیئے بھیجا ہے اور اس آیت پر عمل کیا ہے۔

والغارمین۔ اسکا ترجمہ قرضدار غلط ہے ان لوگوں سے مراد ہے جن پر کوئی تاوان پڑ گیا ہو مثلاً کسی نیک و شریف کی ضمانت دی تھی وہ بھرنی پڑ گئی یا کسی پر جرمانہ عدالت میں ہو گیا ہو اور وہ اس کی ادا کے بغیر قید ہو جا ئیگا۔

وفی سبیل اللہ۔ اور دینی کاموں میں جو امام کی مصلحت کے مطابق ہوں۔ سیر و ذوق

میں تو قرآن نہایت خوشخط اعلیٰ کاغذ پر چھپوائے جائیں۔ قرآن شریف کا ایک مدرسہ ہو جس میں نابینا بالخصوص آکر قرآن مجید یاد کریں۔

حدیث کی کتابیں صحیح صحیح چھپوائی جاویں ان کی اشاعت ہو اس کی تعلیم پر خرچ ہو ائمہ مساجد نیک بہم پہونچائے جاویں۔ موذن بہت صالح ہوں۔ اور باعمل واعظ ہوں اور متکلم ہوں۔

ابن السّبیل۔ جہاد میں جو خرچ ہو۔ وہ اس مد سے ہو حاجی بناکر روانہ کریں۔ بعض علمار کے نزدیک) راہ کی عمارتیں بھی اس میں شامل ہیں اگر کسی کو توفیق ہو تو ریلوے سٹیشن پر مسجدیں بنوائے تاکہ مسافروں کو نماز پڑھنے میں وقت نہ ہو۔

ایک اور بحث اس کے متعلق ہے کہ ان آٹھوں میں سے کسی ایک کو زکوٰۃ دیدی جاوے تو بھی جائز ہے۔ یا نہیں یا ہر ایک کو ضرور دی جاوے اور پھر ہر ایک مد کے کم از کم تین آدمی ہوں کیونکہ جمع کا صیغہ ہے یا خواہ ایک ہی ہو پھر سب کو ایک وقت میں دی جاوے یہ بات اختلافی مسائل میں سے ہے اور ہم اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں دیکھتے۔

مسلمانوں نے تو زکوٰۃ کو ادا کرنا چھوڑ رکھا ہے۔ اور بحث مصارف کے متعلق چھیڑ رکھی ہے۔

حضرت ابن عباس سے کسی نے پوچھا کہ اگر مکھی بلا وجہ ماری جاوے تو اس کا کیا کفارہ ہے آپ نے سوچ سوچ کر کہا کہ تم کوفہ کے رہنے والے ہو اس نے کہا۔ ہاں کسی نے عرض کیا یہ سوال جناب نے کیوں فرمایا۔ اور کس طرح سے معلوم کر لیا۔ فرمایا ایسے سوال انہی لوگوں سے امید ہو سکتی ہے جب امام حسینؓ کو شہید کر دیا تب مجھ سے یہ مسئلہ نہ پوچھا اور اب مکھی کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ اللہ رحم کرے۔ (بدر)

اطلاع

خریداران اجن کے نام رسالہ تشحیذ الاذہان کا بقایا ہے۔ وہ اپنا بقایا بہت جلد ارسال فرماویں اور اس رسالے کے لیئے خریدار پیدا کریں اور جو انجمن تشحیذ الاذہان کے ممبر ہیں۔ وہ اپنی قیمت رسالہ مبلغ دو روپے [illegible] اور ایک روپیہ چندہ ممبری ارسال فرماویں روپے کی بڑی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ خریداران رسالہ اور ممبران اپنا اپنا بقایا بہت جلد ارسال فرماینگے۔

مینیجر

گوشوارہ آمد و خرچ رسالہ تشحیذ الاذہان بابت ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء

آمد

چندہ ممبری	فروخت رسالہ	میزان	کیفیت
۰	[illegible]	[illegible]	

خرچ

سائر خرچ دفاتر	عملہ	طبع	سائر اخراجات	اسباب	لائبریری	میزان	کیفیت
۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۰	[illegible]	[illegible]

بقایا گذشتہ بتاریخ ۳۱۔ اگست ۱۹۱۰ء — [illegible]

آمد — [illegible]

میزان — [illegible]

خرچ ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء — [illegible]

بقایا بتاریخ ۳۰۔ ستمبر ۱۹۱۰ء — [illegible]

[illegible]

رجسٹرڈ اپیل نمبر ۵۶۴

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی عجیب دوائیں جو ۲۶ برس سے تمام ہندوستان میں استعمال ہو رہی ہیں

کھانسی کی دوا

یہ دوا چاہے کیسی کھانسی کف کی بیماری ہو اُسکو آرام کرتی ہے اس میں یہ فوائد ہیں۔ (۱) سردی سے بچانا (۲) کھانسی کو دبانا (۳) کف کو پتلا کرنا (۴) کف کو نکالنا (۵) ہو کہا کھانسی کو روکنا قیمت بڑی شیشی ہیں خوراک عہ پیکنگ و محصولڈاک ۳ چھوٹی شیشی سولہ خوراک ۳ پیکنگ و محصولڈاک ۵ ر

اس دوا پر مہاراجہ دل گنجن سنگھ صاحب کی رائے

دیو بہادر ڈیوڈ برٹی چیف پٹنہ اسسٹنٹ بولانگیر ضلع سنبھل پور سے لکھتے ہیں۔ جناب من آپکی روانہ کردہ کھانسی کی دوا کے لئے مشکور ہوں اس دوا سے ہماری کھانسی بالکل دفع ہوگئی مجھے صرف خوراک سے زیادہ پینے کی درکار نہ ہوئی کھانسی مجھے بہت دنوں سے تکلیف دے رہی تھی۔ اسواسطے زیادہ آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

درد سر و ریاح کی دوا

ریاحی درد جیسے بہادر ہو جاتا ہے یہ دوا فی الفور اسکو پانی کر دیتا ہے درد ریاح جیسے چیس چمک ٹیک رگوں میں ہر ہر کنکنی ہے جو کہیں چھٹپٹاتے ہو تو اس دوا سے بآرام ہو جاوے گے چاہے جسم کے کسی حصہ میں ایسا درد ہو اس سے مٹ جائیگا درد سر کیواسطے بھی اس دوا کا ایسا ہی فائدہ ہے نصف سر میں ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے کیسا ہی درد ہو اس دوا سے رفع ہو جاتا ہے اور پھر یہ بھی نہیں اگر کمر کٹا جاتا ہو اٹھا جاتا ہو اس دوا سے فوراً بند ہو جاتا ہے۔ اکثر لوگ ذرا ذرا باتوں میں درد کو پایا کرتے ہیں کام میں محنت کی باتوں میں فکر تردد میں عیش و عشرت میں مشکورات اور راتکو دن بنایا کرتے ہیں کل نتیجہ انکی کمزوری آجاتی ہیں۔ اور نا درد سر پیدا کرتے ہیں ڈاکٹر برمن کی دوا ایسے لوگونکے لئے اسکے استعمال سے فوراً درد بند ہو جاتا ہے اسلیئے ہر خاص و عام کو یہ دوا گھر میں رکھنا لازم ہے قیمت ۱۲ر چھوٹی ایک شیشی ۸ محصولڈاک ۴ آنہ زیادہ

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

(باہتمام [illegible] در مطبع [illegible] الفضل [illegible] قادیان طبع گردید)